سوال

(42) زور زبردستی کا حمل

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

بوسنیا کی ان لڑکیوں اور عورتوں نے جو سربیا کے وحشی اور ظالم فوجیوں کی جنسی ہوس کا نشانہ بن چکی ہیں اور اس کے نتیجے میں وہ حاملہ ہو چکی ہیں۔ انھوں نے اس حرام حمل کے بارے میں دریافت کیا ہے ظاہر ہے کہ یہ حمل ان کی مرضی کے خلاف اور زور زبردستی کے ذریعے قرار پایا ہے۔ وہ جاننا چاہتی ہیں کہ وہ اس حرام حمل کا کیا کریں؟ کیا وہ اس کا اسقاط کرا سکتی ہیں؟ اگر نہیں کرا سکتی ہیں تو ولادت کے بعد یہ بچہ مسلم کہلائے گا یا کافر؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

یہی سوال مجھ سے اریٹریا کی ان مسلم خواتین نے کیا تھا جو اریٹریا کی تحریک آزادی کے دوران عیسائی فوجیوں کی جنسی ہوس کا نشانہ بن چکی تھیں اور اس سے قبل ایسا ہی سوال ان مسلم خواتین نے کیا تھا جو بغیر کسی قصور کے جیلوں میں بند ہیں اور افسران جیل وقتاً فوقتاً ان سے اپنی جنسی پیاس بجھاتے رہتے ہیں ان سب کا سوال یہ تھا کہ اس زور زبردستی کے نتیجہ میں جو بچہ ان کے پیٹ میں پل رہا ہے وہ اس کا کیا کریں؟

اس سوال کے جواب میں میں نے پہلے بھی کہا تھا اور اب بھی کہہ رہا ہوں کہ زور زبردستی کے ذریعے جنسی ہوس کا نشانہ بن جانے والی لڑکیاں اور عورتیں بے قصور اور بے گناہ ہیں یہ گناہ ان کی مرضی سے نہیں ہوا ہے۔ اللہ کا قانون حق و انصاف پر مبنی ہے۔ اللہ تعالیٰ تو زنا سے زیادہ بھیانک جرم شرک کو بھی درگزر کر دیتا ہے اگر کسی شخص کو اس کی مرضی کے خلاف شرک پر مجبور کیا گیا ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ ... ١٠٦ ... سورة النحل

''سوائے اس شخص کے جس کے ساتھ زبردستی کی جائے لیکن اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو۔''

بلکہ اضطراری حالت اور مجبوری میں حرام چیزیں بھی حلال ہو جاتی ہیں:

فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ... ١٧٣ ... سورة البقرة

''ہاں جو شخص مجبوری کی حالت میں ہو اور وہ ان میں سے کوئی چیز کھا لے بغیر اس کے کہ وہ قانون شکنی کا ارادہ رکھتا ہو یا ضرورت کی حد سے تجاوز کرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں ہے۔ بلا

شبہ اللہ معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔''

اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

"إِنَّ اللَّهَ وَضَعَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَأَ وَالنِّسْيَانَ وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ "

''اللہ تعالیٰ نے میری امت کی بھول چوک اور اس گناہ کو معاف فرمایا ہے جو زور زبردستی کے ذریعہ کرایا جائے۔''

ان لڑکیوں اور عورتوں کا صرف اتنا قصور ہے کہ وہ مسلمان ہیں اور صرف اسی بنا پر انھیں بے عزت کیا گیا ہے اور وہ جنسی استحصال کا شکار ہوئی ہیں ان شاء اللہ وہ اس ظلم و بربریت کے عوض میں اللہ کے یہاں اجر و ثواب کی مستحق ہوں گی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا حَزَنٍ وَلَا أَذًى وَلَا غَمٍّ ، حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا إِلَّا كَفَّرَ اللَّهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ" (بخاری)

''مسلم کو جو بھی مصیبت، تکلیف غم اور پریشانی لاحق ہوتی ہے حتی کہ اگر اس کے کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ اس کے بدلہ اس کے گناہ کو معاف کر دیتا ہے۔''

میں مسلم جوانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ان مظلوم خواتین کو اپنی عصمت میں لے لیں۔ ان سے شادی کر لیں تاکہ ان کے غم و آلام کا کچھ تو اماد ہو سکے۔ کیوں کہ کسی شریف عورت کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا مصیبت ہو سکتی ہے کہ درندہ صفت لوگ اس کی عزت و آبرو کو خاک میں ملا دیں۔ البتہ اس حمل کے اسقاط سے میں متفق نہیں ہوں۔ میں اس سے پہلے بھی بیان کر چکا ہوں کہ استقرار حمل کے بعد اسے ساقط کرانا جائز نہیں ہے۔ خواہ یہ حمل زنا کے نتیجے ہی میں قرار پایا ہو۔ کیوں کہ زنا کے ذریعے وجود میں آنے والا بچہ بھی ایک جیتی جاگتی روح ہے اور اس میں اس کا کوئی قصور نہیں ہے کہ وہ زنا کی وجہ سے وجود میں آیا ہے یہی وجہ تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت غامدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (وہ صحابیہ جنھوں نے زنا کا ارتکاب کیا تھا اور اس کا اعتراف بھی کر لیا تھا) کو ان کے اعتراف کے فوراً بعد رجم موت کی سزا نہیں دی تھی بلکہ انھیں حکم دیا کہ پہلے وہ بچے کو جنم دے لیں اور دو سال تک اسے دودھ پلائیں۔ چنانچہ اس کے بعد انھیں رجم کی سزا دی گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اس بات کا حکم نہیں دیا کہ یہ حرام نطفہ کا بچہ ہے اس لیے اسے ساقط کرا دیں اس سلسلے میں میرا فتویٰ یہی ہے۔ البتہ بعض علمائے کرام کسی معقول عذر کی بنا پر چالیس دن سے پہلے پہلے اور بعض علمائے کرام ایک سو بیس دن سے پہلے پہلے اسقاط کی اجازت دیتے ہیں کیوں کہ اس مدت میں حمل میں روح نہیں ہوتی ہے۔

گویا یہ ایک اخلاقی مسئلہ ہے۔ سوال کرنے والی خواتین چاہیں تو اس فقہی اختلاف کا فائدہ اٹھاتے ہوئے حمل کو چالیس یا ایک سو بیس دن سے قبل اسقاط کرا سکتی ہیں۔ اس کے لیے ان کے پاس ایک معقول عذر بھی ہے۔ اور وہ عذر یہ ہے کہ حالت جنگ میں ان کے ساتھ زنا بالجبر کیا گیا ہے اور اگر وہ چاہیں تو اس حمل کو ساقط نہ کرائیں اور بچے کو جنم دیں۔ کوئی شخص انہیں زبردستی اسقاط پر مجبور نہیں کر سکتا ہے۔ اور جنم لینے والا بچہ مسلمان ہی کہلائے گا کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ" (بخاری)

"ہر بچہ دین فطرت (اسلام) پر جنم لیتا ہے۔"

ولادت کے بعد اس بچے کی تعلیم و تربیت اور نان و نفقہ کی ذمے داری مسلم حکومت اور مسلم معاشرہ پر عائد ہوتی ہے۔ یہ بات کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے کہ ایسی مظلوم ماں اور بے سہارا بچہ کو یونہی بے یار و مددگار چھوڑ دیا جائے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاوی یوسف القرضاوی

طبی مسائل، جلد: 2، صفحہ: 268

محدث فتویٰ